فقہ اسلامی و قانون اسلامی سے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ (1908ء-2002ء) کے نظریات

The ideas of Dr. Hameed Ullah (1908-2002) related to Islamic jurisprudence and Islamic law

ڈاکٹر حق نواز* امیر معاویہ** محمد عامر دہلوی***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v6i2.383

Received: July 23,2023
Accepted: September 15, 2023
Published: December,2023

Abstract

Dr. Hameed Ullah has a great name in Hadith, Jurisprudence and Law and is the author of many books. According to him, the most important principle of Islamic jurisprudence and Islamic law is ijtihad, because only on the basis of ijtihad, the challenges of the present age and the times to come can be faced. According to him, the door of ijtihad has never been closed nor can it be in the future, rather, they consider ijtihad as the principle of life for Islamic law. They present examples of ijtihad from the companions. However, he does not give the right of ijtihad to everyone, rather he says that the right of ijtihad belongs to experts and jurists in Islamic jurisprudence. If there is a difference between them, there is no problem, in case of disagreement, priority will be given to the opinion of the majority. But in another place, it is understood from his own words that he gives the right of ijtihad to everyone. He was convinced of tajazzu ul ijtihad. This means that a person who is an expert in that field will have the right to Ijtihad. Even a mujtahid can do ijtihad in only one issue. He who knows the department to which he is affiliated can do ijtihad in that department. He was also convinced of the ijtihad of parliament. According to him, ijtihad can be done individually or collectively, if this ijtihad is accepted, then it is correct, otherwise the majority opinion of the parliament will be implemented. He consider the Qur'an as the first source of Islamic law. While in other sources, Hadith and Sunnah, Ijtihad, Ijmaa aka the first shariats also consider Isthisan and Istislah as sources.

Keywords: Quran, sunnat, Ijtihad, Effort, ancient, contemporary, jurists, Sharia,

* الومنائے، ڈیپارٹمنٹ شعبہ اسلامی فکر و تہذیب یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔:drhaqnawaaz@gmail.com
(Correspondence Author)
** پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، دی یونیورسٹی آف لاہور۔
*** پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، دی یونیورسٹی آف لاہور۔

Farahi's thought, present era. Dr Hamidullah, ijma, istihsan, astislah, Islamic fiqh.

فقہ اسلامی کے حوالہ سے برصغیر کی بیسویں صدی کی اہم ترین شخصیت جو کہ فقہ اسلامی میں تجدید رجحانات رکھتے ہیں "ڈاکٹر حمید اللہ" ہیں۔ڈاکٹر صاحب حدیث، فقہ اور قانون دانی میں بڑا مقام رکھتے ہیں. اس لئے ڈاکٹر صاحب اجتہاد، فقہ و قانون میں خاصی دلچسپی رکھتے ہیں اور اجتہاد کے حوالہ سے اپنا خاص رجحان رکھتے ہیں. کتب کثیرہ کے مصنف ہیں. فقہ اسلامی کے ماخذ و مصادر کے بارے میں مستشرقین نے جو شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوششیں کی اور منفی پروپیگنڈا کیا اس کا تریاق فراہم کرنے کے لئے ڈاکٹر کی کوششیں ناقابلِ فراموش ہیں[1].

یوں تو ڈاکٹر صاحب کی بہت سی تالیفات اس موضوع پر ہیں. مگر 1980 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ریکارڈ کئے گئے 12 خطبے جو کہ **خطبات بہاولپور** کے نام سے شائع ہوئے جنہیں کتابی شکل میں مرتب کیا گیا وہ بہت اہمیت کے حامل ہیں. جن میں ڈاکٹر صاحب کے اجتہادی نظریہ اور تجدیدی رجحان کو سمجھا جا سکتا ہے.

اجتہاد کی اہمیت

ڈاکٹر صاحب فقہ اسلامی اور قانون اسلامی کے لئے سب سے اہم اصول اجتہاد کو سمجھتے ہیں کیونکہ اجتہاد کی بنا پر ہی عصر حاضر اور قیامت تک آنے والے زمانوں کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے. اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحب یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب تو اجتہاد کو اسلامی قانون کے لئے اصول زندگی قرار دیتے ہیں لکھتے ہیں

"قانونی نقطہ نظر سے جب کوئی نئی گتھی پیدا ہوتی تو اسے سلجھانے کے لئے مسلمان سب سے پہلے قرآن اور پھر حدیث سے رجوع کرتے اور اگر دونوں میں کوئی حل نہ ملتا تو پیغمبر کے عطا کردہ عظیم الشان اصول اجتہاد پر عمل کرتے. یہ اصول بعد میں مسلمانوں کے بہت کام آیا ورنہ اسلامی قانون منجمد ہو جاتا اور مسلمان اسے ناکافی پا کر شاید غیر اسلامی قوانین اختیار کر لینے پر مجبور ہوتے۔ اجتہاد کے ذریعے سے ہر نئی چیز کے بارے میں قانون بنانے کا موقع مل گیا"[2].

عہد صحابہ میں اجتہاد کی مثالیں

ڈاکٹر صاحب نے عہد صحابہ کی اجتہادی مثالیں پیش کیں اور بتایا کہ اجتہاد کی ضرورت ہر دور میں رہتی ہے.

مثلاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں مسئلہ درپیش ہوا کہ جزیہ اہل کتاب کے علاوہ جو غیر مسلم ہیں ان سے لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ جب کہ کتاب اللہ میں اہل کتاب کا ذکر ہے جب کہ سنت میں مجوسیوں کے جزیہ کا ذکر ہے. حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بربروں سے جزیہ لینے کا مسئلہ درپیش ہوا. اس قوم کے حوالہ سے صراحت نہ تھی لہذا اس وقت اجتہاد کر کے ان سے جزیہ لیا گیا. اسی واقعہ کے ساتھ ڈاکٹر صاحب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کی قول کے تمام غیر مسلموں سے جزیہ لیا جانے لگا. چاہے وہ درختوں کے پجاری ہوں یا پتھروں کی پوجا کریں، آتش پرست ہوں یا کسی بھی دیگر مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ہوں۔ سب کا تجزیہ میں حکم اہل کتاب والا لگایا گیا. استدلال یوں کیا گیا کہ قرآنی احکام توضیحی (illustrative) ہیں. تحدیدی (limitative) نہیں ہیں. مقصد یہ ہے کہ صرف اہل کتاب سے جزیہ نہ لیا جائے گا بلکہ دیگر مذاہب سے بھی وصول کیا جائے گا۔[3]

چونکہ قرآنی احکام توضیحی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ڈاکٹر صاحب اجتہاد کو لازم قرار دیتے ہیں اور اجتہاد نہ ہونے کی صورت میں جمود کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور یہ ایسا جمود ہو گا جو کہ فقہ اسلامی پر عمل درآمد مشکل کر دے گا. ان کے نزدیک قانون اسلامی میں صرف قرآن و سنت پر اکتفا لازم ہوتا اور اجتہاد کی گنجائش نہ ہوتی تو پھر اس صورت میں کیا ہوتا جب کوئی مسئلہ صراحت کے ساتھ نہ قرآن میں موجود ہوتا نہ

حدیث میں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ حضرت علی رضی اللہ نے درست سمت دلائی تو حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا

"لولا علی لھک عمر"

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد کی ترغیب دینا امت کے لئے فائدہ مند ثابت ہوا کہ امت کے فقہاء کے ہاتھ میں اصول اجتہاد آگیا اور پریشانیاں ختم ہوئیں۔[4] دین کے قیامت تک عمل درآمد ہونے اور دین فطرت میں بہت بڑا کردار اجتہاد کا ہے۔ جس سے دین اسلام میں حرکت اور اصول ارتقاء آگیا۔ جب کہ اجتہاد میں عمومی ضرورت ڈاکٹر صاحب کے نزدیک عقائد وعبادات سے زیادہ معاملات میں ہے۔

اجتہاد کی اہلیت

ڈاکٹر صاحب اجتہاد کا حق سب کو نہیں دیتے بلکہ وہ کہتے ہیں اجتہاد کا حق فقہ اسلامی میں ماہرین اور قانون دانوں کو ہو گا۔ ان میں اختلاف رائے ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں اس صورت میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اکثریت کی رائے کس طرف ہے[5] یہاں اگرچہ اجتہاد کی اہلیت کا دائرہ محدود نظر آتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اجتہاد کی اہلیت میں روایتی نقطہ نظر کے قائل ہیں مگر دوسری جگہ کھول کر بیان کیا کہ اجتہاد کا حق ہر ایک کو حاصل ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر طرح کے معاملات کے بارے میں اجتہاد کر سکے اور یہ بھی لازم نہیں کہ ہر ایک کے اجتہاد کو قبولیت حاصل ہو۔ اجتہاد ایک بات ہے جبکہ اس کو قبول کرنا الگ بات ہے۔[6]

نظریہ تجزؤا الاجتہاد

ڈاکٹر صاحب کی تحریروں اور خطبات سے مولوم ہوتا ہے کہ وہ اجتہاد کی اہلیت کے حوالہ سے سختی کے قائل نہ تھے اور وہ تجزؤا الاجتہاد کے قائل تھے جس کا تفصیلی بیان اجتماعی اجتہاد کی فصل میں آئے گا مختصرا یہ کہ جو جس شعبہ کا ماہر ہو اس میں اس کو اجتہاد کا حق ہو حتی کہ ایک مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔[7] بلکہ وہ یہ اصول سنایا کرتے تھے۔

"المجتهديخطى ويصيب" [8]

کہ مجتہد خطا بھی کر سکتا ہے درست اجتہاد بھی کر سکتا ہے. جبکہ نیک نیتی سے کوشش کرنے والوں کو باوجود غلطی کے ایک اجر ملتا ہے جبکہ درست اجتہاد والوں کو دو اجر ملتے ہیں. تو یہ کام صرف ماہرین کا نہیں بلکہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ فرماتے ہیں

"اجتہاد کا حق تو سب کو ہے مگر ہر شخص ہر چیز کی اہلیت نہیں رکھتا مثلاً نان بائی اپنے پیشے کے بارے میں کسی ڈاکٹر سے جاکر مشورہ نہ لے گا. اسی طرح بیمار آدمی کسی ماہر ادیب سے علاج کرانے نہ جائے گا. اس لئے اجتہاد کا حق یعنی عقل اللہ تعالیٰ نے سب کو دی ہے لہذا سب عقل کے ذریعے گتھی سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں. اگر ہمیں اپنی رائے پر اعتماد ہوا تو دوسرے اس پر عمل کریں گے ورنہ نہیں کریں گے لیکن ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے یہ صرف میری رائے ہے. ضروری نہیں کہ سب میری رائے سے متفق ہوں اور مجھے اس پر اصرار بھی نہیں ہے.[9]

اسی طرح اجتہاد فی عصر الصحابہ میں لکھتے ہیں

عام اهم الامورفی رای الحقیرفی عصرالصحابه فی مسئله الجهادهوافهم کم یقبلواان یکون حق التشریع محدودا لرئیس الدوله اولموسات الدولة،بل قالوان حق الاستنباط الاحکام بواسطةالاجتهاد،عندسکوت القرآن والحدیث ،حق لکل مسلم،اوعلیالاقل لکل فقیه بین المسلمین،ورئین الدولة لیس الالآحدالافرادالامة.[10]

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اجتہاد کا مسئلہ صحابہ کرام کے دور میں صرف حکمرانوں تک محدود نہ تھا بلکہ ان مسائل میں جن میں قرآن و حدیث کے واضح احکام نہ ہوتے دیگر صحابہ کرام اجتہاد کیا کرتے تھے اور اس اجتہاد کے ذریعے احکام مستنبط کرتے تھے۔ یہ حق تو ہر مسلمان کا تھا یا کم از کم فقہاء صحابہ کرام کو تو ضرور تھا۔ پھر جو استنباط کیا جاتا ہے اس کو اہل علم اور عوام الناس میں قبول بھی کیا جاتا تھا۔ اس سے ڈاکٹر صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ رائے اور اجتہاد میں بنیادی فرق یہ ہے کہ رائے کوئی بھی دے وہ اجتہاد کا درجہ تب حاصل کرے گی جب اس کو قبولیت عامہ حاصل ہو جائے لہذا ایسے اجتہاد کے لئے کسی اجتہادی ادارہ کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اگر ایک میں شرائط اجتہاد نہ بھی ہوں تو مل کر کوشش کر کے ان شرائط سے مستجمع ہوں۔

علامہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنا رجحان بھی پیش کرتے ہیں کہ فقہ کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔ فقہ کے مآخذ میں عربی علوم کے علاوہ حیوانات نباتات طبعیات اور کیمیا وغیرہ

جیسے علوم کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ اب سمت قبلہ جغرافیہ کو سمجھنے پر موقوف ہے نماز سحر و افطار کے اوقات کا علم ہیئت سے تعلق ہے۔ تو نماز روزہ جیسی عبادات میں بھی ان علوم وفنون کی ضرورت ہے تو پھر ان علوم کے ماہروں کی ضرورت لازمی پڑے گی یہی طریقہ امام ابو حنیفہ نے اپنی فقہ کو مرتب کرنے کے لئے اختیار کیا جس میں ان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔[11] معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب فقہ کے علاوہ دیگر علوم کے ماہرین کو بھی اجتہاد کرنے کا اہل سمجھتے ہیں کہ وہ اخلاص کے ساتھ غور و فکر کر کے نتائج نکالنے کے مجاز ہیں۔ ان کے نزدیک امام ابو حنیفہ نے بھی مختلف شعبوں کو اہل علم کو جمع کر کے اجتہاد ان پر پیش کیا۔

نظریہ پارلیمنٹ اجتہاد

ڈاکٹر صاحب علامہ اقبال کی طرح پارلیمنٹ کے اجتہاد کے بھی قائل تھے۔ وہ کہتے تھے کہ انفرادی طور پر بھی اجتہاد ہو سکتا ہے اجتماعی طور پر بھی، اگر اس اجتہاد کو قبول کر لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ ارکان پارلیمنٹ کی کثرت رائے کی بنا پر عمل درآمد کرایا جائے۔[12] یہاں سے ڈاکٹر صاحب کا ایک نیا رجحان سامنے آیا کہ ڈاکٹر صاحب پارلیمنٹ کو بھی اجتہادی ادارہ شمار کر رہے ہیں جبکہ علماء کو بھی اس معاملہ میں پوری اہمیت دیتے تھے جو کہ علوم عربیہ سے اچھی طرح واقف ہوں اس لئے کہتے ہیں

"میری رائے میں اچھا فقیہ اس کو کہتے ہیں جس کو عربی اچھی آتی ہو"[13]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا منہج استدلال

ڈاکٹر صاحب فقہ اسلامی اور قانون اسلامی کی تشکیل کے حوالے سے ایک واضح رجحان رکھتے تھے ۔اس سلسلے میں انہوں نے اپنا طرز استدلال بھی خوب واضح کیا۔

قرآن پاک سے استدلال

قانون اسلامی کا پہلا ماخذ قرآن پاک ہے قانون اسلامی قانون وجود ہی ربانی وحی سے آیا اور کہا گیا کہ یہ اللہ کا حکم یعنی قرآن مجید ہے اسے یاد بھی کرو نماز بھی پڑھ اس کو یاد کر لو ایسا کہ بھولنے نہ پائے۔[14]

حدیث و سنت

فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ حدیث و سنت ہے۔ خطبات بہاولپور کے دوسرے خطبے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ رائے قائم کی کہ حدیث و سنت میں ابتداء میں فرق تھا اب کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بھی نقل کیا، عمل کو بھی۔ جس سے قول و فعل کی اہمیت

برابر درجہ کی ہو گئی۔ کہتے ہیں میرے علم کے مطابق اب ان میں کوئی فرق باقی نہ رہا[15] وہ حدیث کی حجیت کے قائل ہیں۔ ان کے مطابق قرآن پاک کے ساتھ حدیث کا ذکر لازم ہے۔[16] اجتہاد کے ذریعہ حدیث کو منسوخ کرنے کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

Although the Quran and hadith (traditions) could not be abrogated by Qiyas are analogical deduction.yet enough margin was left for individual interpretation and the recognition of the possibility of a mutahid[17]-

اجتہاد

ڈاکٹر صاحب اجتہاد کو تیسرا ماخذ سمجھتے ہیں اور یہ ایسا ماخذ ہے جس کو صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی بروئے کار لاتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اجتہاد کو درست یا غلط قرار دے دیتے تھے۔ اجماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ممکن نہ تھا۔[18] لہذا بنیادی مصادر تین ہی تھے۔ ڈاکٹر کے نزدیک انفرادی معاملات کو انفرادی قیاس کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے مگر اجتماعی معاملات میں انفرادی اجتہاد کی زیادہ اہمیت نہیں اجتماعی اجتہاد لازمی ہے۔

اجماع

ڈاکٹر صاحب کے ہاں اجماع کی ہر دور میں بہت اہمیت رہی ہے۔ حتی کہ حضرت عمر کے دور خلافت میں قاضیوں کو یہ ہدایات تھیں کہ سب سے پہلے مشورہ کر لیا کرو۔ اپنی من مانی والا فیصلہ نہ کرو علماء سے بھی مشورہ کرو[19] اجماع کے حوالے سے ڈاکٹر نے یہ رجحان پیش کیا کہ ایک دور کا اجماع دوسرے دور کے اجماع کو منسوخ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مگر اجتہاد کی طرح اجماع میں بھی شرط یہی ہے کہ قرآن وسنت میں وہ مسئلہ موجود نہ ہو۔ لکھتے ہیں

"کم از کم حنفی مذہب میں یہ بات قبول کر لی گئی ہے کہ نیا اجماع پرانے اجماع کو منسوخ کر سکتا ہے"20.

ڈاکٹر صاحب اجماع کے لئے بھی ایک ادارہ قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ وہ کہتے مسلمان جہاں بھی ہوں ان کو منظم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہر ملک میں انجمن فقہاء قائم ہو۔ کسی جگہ امیر مرکز یہ قائم

ہو سب تحقیق کرکے مرکز تک تحقیق پہنچائیں۔ اگر جوابات متفقہ ہوں تو مرکز تک پہنچائے جائیں۔ مرکزی زبان بھی عربی ہوں۔[21]

ڈاکٹر صاحب کے مطابق عصر حاضر میں تمام مسالک کے علماء مل جل کر اجماع کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کریں۔

عرف

عرف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اہل مکہ کے لئے جب تک قرآن و حدیث کے واضح احکام نہ آئے تھے، ان کا عرف بھی اسلامی قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ اگرچہ یہ ماخذ عارضی تھا۔ مگر ان کا انکار ممکن نہیں کہتے ہیں۔

"پہلا ماخذ ملک کا رسم و رواج تھا دوسرا باضابطہ ماخذ قرآن و حدیث ہیں"22

یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک عرف بھی وہ قابل قبول ہے جہاں قرآن و حدیث میں کوئی صراحت موجود نہ ہو۔ اس عرف کو مزید وسیع کرکے مقامی عرف کی اجازت بھی دے دی، جس سے اجتہاد کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ نئے پیش آنے والے مسائل میں بھی وہ عرف سے استدلال کرنے کے قائل تھے۔ کہتے ہیں کہ ہر ملک کا عرف قابل قبول ہو گا جس کو قانون اسلامی نے منسوخ نہ کیا ہو۔ جس کو قبول کیا ہم بھی قبول کریں گے اگرچہ وہ رائے معقول بھی ہو۔[23] لکھتے ہیں۔

"اصلاح قوم کے سلسلے میں ملک کے بہت سے اچھے اور معقول رواجات کو آپ نے اپنے متبعین میں جو برقرار رہنے دیا یہ بھی قانون اسلام کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ خاص کر اس لئے بھی کہ خود قرآن نے متعدد جگہ اس کی صراحت کا حکم دیا ہے کہ پیغمبر کا قول و فعل ہر امر و نہی واجب والتعمیل اور لائق تقلید ہے۔24

ان دلائل کی بنا پر ڈاکٹر صاحب عرف کو مستقل ماخذ شریعت سمجھتے تھے ہاں جو عرف شریعت کے واضح احکام کے خلاف ہو اس کو ترک کرنا اور قرآن و حدیث کی واضح نصوص پر عمل کرنا لازم ہے

اصول مماثلت

ایسے معاملات جن میں دیگر ممالک میں جو طریقہ کار جاری ہے انٹر نیشنل ڈیلنگ کے لئے ہمیں بھی اس طرح کی ڈیل کی اجازت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "انتم اعلم بامور دنیاکم" کے تحت ڈاکٹر صاحب معاملات طے کرنے کو اصول مماثلت قرار دے کر کئی امور کو طے کرنے

کے قائل ہیں۔[25] بطور دلیل ڈاکٹر صاحب دور فاروقی میں بازنطینی تاجروں سے چنگی وصول کرنے کے لئے انہیں کے اصول کے مطابق کئے گئے معاملہ کو پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول امام ابو یوسف نے بھی اصول مماثلت کے تحت چنگی کی شرح طے کرنے کا کہا[26]

پہلی شریعتیں

ڈاکٹر صاحب گزشتہ انبیاء کرام کی شریعتوں سے استدلال کو ماخذ اسلامی میں سے قرار دیتے ہیں ڈاکٹر صاحب لانفرق بین احد من رسلہ کے تحت لکھتے ہیں کہ سابقہ انبیاء کے قوانین بھی واجب التعمیل ہیں البتہ عمل کے لئے شرائط ہیں مثلاً جب اللہ تعالیٰ منع فرمادیں کہ فلاں بات پر عمل نہ کرو تو وہ قانون واجب التعمیل نہ رہے گا بلکہ نئے اصول پر عمل کیا جائے گا دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا عمل ہمیں کابل اعتماد ذرائع سے پہنچے۔[27] لکھتے ہیں

لانه ﷺ يحب موافقة اهل الكتاب فيمالم يومرفيه شيئ-[28]

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن معاملات میں شریعت اسلامی میں کوئی حکم نہ دیا گیا ہو ان معاملات میں اہل کتاب سے موافقت کو پسند فرماتے تھے۔اس لئے ڈاکٹر صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ جس معاملے میں کوئی نیا قانون نازل نہیں ہوا وہ پرانا قانون ہی نافذ العمل ہو گا۔ البتہ جہاں تبدیلی قانون کا حکم آگیا تو وہ وہاں پرانا قانون منسوخ سمجھا جائے گا۔ اس کی مثال تمویل بھی دی جاسکتی ہے۔ اس طرح سورۃ انفال میں رب تعالیٰ کا فرمان جب تک مال غنیمت کے بارے میں واضح حکم نہیں آیا تھا اور احضور صلی اللہ علیہ وسلم فدیہ پر راضی ہوئے۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[29]

اگر پہلے سے (مال غنیمت کو حلال کرنے کا) حکم لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کی وجہ سے بڑا عذاب ہوتا۔

سابقہ حکم قیدیوں کو قتل کرنے کا تھا۔ البتہ اس استدلال پر بعض محققین نے اعتراض بھی کیا ہے ۔ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے ڈاکٹر صاحب کے استدلال کو غلط ثابت کیا۔[30]

بہر حال استدلال کو نا بھی مانیں تو شرائع ماقبلنا سے استدلال کرنے اور ان کا ماخذ ہونے میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ واضح آیات بھی ڈاکٹر صاحب نے بطور استدلال پیش کی ہیں۔ مثلا فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔[31] یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو تم بھی ان کی اقتداء کرو۔ مزید لکھتے ہیں

جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے لکم في رسول اللہ اسوہ حسنہ کے الفاظ استعمال کئے ہے تو بعینہ یہی الفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی اور عام طور پر دیگر پیغمبروں کے متعلق بھی استعمال کئے ہیں۔ تورات انجیل وغیرہ کی قرآنی حیثیت قرآن نے تسلیم کی تو ان کے متعلق پیغمبر اسلام کا یہ طرز عمل بخاری وترمذی میں مروی ہے کہ اگر کسی بات میں آپ کو راست وحی نہ آتی تو آپ اہل کتاب کے رواج پر عمل کرنا پسند کرتے۔[32]

استحسان

بوقت ضرورت ڈاکٹر صاحب اجتہاد کے ضمن میں استحسان کو بھی بطور ماخذ مانتے ہیں۔ استحسان سے متعلق لکھتے ہیں کہ استحسان سے مراد ہے جو ظاہر مفہوم ذہن میں آتا ہے اس کے بجائے اس کی عمیق تر وجہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ قوی ذہن میں آنے والی چیز پر عمل کرنے کے بجائے زیادہ امیر ترین چیز پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔[33]

البتہ استحسان کو ڈاکٹر صاحب اجتہاد کے تحت شمار کرتے ہیں الگ سے ماخذ شریعت نہیں شمار کرتے۔

استصلاح

اجتہاد کے تحت ڈاکٹر صاحب استصلاح کا بھی ذکر کرتے ہیں ضرورت کے وقت کوئی حکم کی قیاس اور استحسان سے بھی معلوم نہ ہو تو اس کو استصلاح کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے۔ مثلا ہوائی جہاز پر سفر کے دوران اختلاف مطالع کے سبب نماز روزہ کے اوقات کا مسئلہ، دنیا کے مختلف ممالک کے اوقات اور مختلف اصولوں پر متعین گھنٹوں کے فرق سے نماز روزہ کا مسئلہ۔ ڈاکٹر صاحب نے استصلاحاً منزل روانگی کے اوقات کو اصل قرار دیا ہے کیونکہ منزل مقصود کو شمار کریں تو بے جا طوالت ہوگی اور حرج لازم آئے گا۔[34]

یہ ڈاکٹر صاحب کے مناہج استدلال تھے جو کہ اگرچہ سابقہ فقہاء سے چلے آرہے ہیں مگر ان میں طرز استدلال ان کا اپنا رجحان تھا جس میں عمل درآمد کر کے دور جدید کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر روایتی مکاتب فکر کے برخلاف وہ ہر مجتہد کے لئے لازمی قرار نہیں دیتے کہ وہ تمام ابواب فقہ کا ماہر ہو بلکہ ان کے ہاں تجزؤالاجتہاد کی گنجائش موجود ہے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس اصولی بحث کے ساتھ چند جدید مسائل میں اجتہاد بھی پیش کئے ہیں۔ مثلاً انشورنس، تصور ملکیت، خاندانی منصوبہ بندی، تصویر، موسیقی، رقص، عورت کی امامت، پیوندکاری وغیرہ۔

حاصل کلام

ڈاکٹر حمید اللہ حدیث، فقہ اور قانون میں بڑا نام رکھتے ہیں اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کے نزدیک فقہ اسلامی اور قانون اسلامی کا اہم ترین اصول، اجتہاد ہے کیونکہ اجتہاد کی بنیاد پر ہی عصر حاضر اور قیامت تک آنے والے زمانوں کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ نہ کبھی بند ہوا نہ مستقبل میں ہوسکتا ہے، بلکہ وہ تو اجتہاد کو اسلامی قانون کے لیے اصول زندگی قرار دیتے ہیں. عہد صحابہ سے اجتہاد کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ البتہ وہ اجتہاد کا حق سب کو نہیں دیتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا حق فقہ اسلامی میں ماہرین اور قانون دانوں کو ہوگا۔ ان میں اختلاف ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، اختلاف کی صورت میں ترجیح اکثریت کی رائے کو دی جائے گی۔ مگر دوسری جگہ ان کی ہی بات سے یہ سمجھ آتا ہے کہ وہ اجتہاد کا حق سب کو دیتے ہیں وہ تجزؤالاجتہاد کے قائل تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو شخص جس شعبہ کا ماہر ہو اس میں اس کو اجتہاد کا حق ہوگا۔ حتی کہ مجتہد صرف ایک ہی مسئلہ میں بھی اجتہاد کرسکتا ہے۔ جو جس شعبہ سے وابستہ ہے، اس شعبہ کو جانتا ہے وہ اس شعبہ میں اجتہاد کرسکتا ہے۔ وہ پارلیمنٹ کے اجتہاد کے بھی قائل تھے۔ ان کے نزدیک اجتہاد انفرادی طور پر بھی ہوسکتا ہے اجتماعی طور پر بھی اگر اس اجتہاد کو قبول کر لیا جائے تو درست ورنہ پارلیمنٹ کی کثرت رائے پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ وہ قانون اسلامی کا پہلا ماخذ قرآن کو قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دیگر ماخذ میں حدیث و سنت، اجتہاد، اجماع عرف پہلی شریعتیں استحسان اور استصلاح کو بھی ماخذ قرار دیتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] -محمد ارشد، مغرب میں دعوت اسلام، ڈاکٹر حمید اللہ کی کوششوں کا ایک جائزہ، فکرو نظر، ڈاکٹر حمید اللہ نمبر اپریل تا ستمبر 2003ء صفحہ 335۔

Muhammad Arshad, Dawat Islam in the Maghreb, A Review of Dr. Hameedullah's Efforts, Fikro Nazar, Dr. Hameedullah No. April-September 2003, p. 335.

[2] -ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 97۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 97.

[3] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 99۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 99.

[4] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، 124۔

Dr. Hameed Ullah, Khutbat Bahawalpur, 124.

[5] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، 143۔

Dr. Hameed Ullah, Khutbat Bahawalpur, 143.

[6] ۔مولانا محمد عالم مختار حق، **نگارشات ڈاکٹر حمید اللہ** (لاہور: بیکن بکس، 2004ء)، 245۔

Maulana Muhammad Alam Mukhtar Haq, Nigarshat e Dr. Hameedullah's (Lahore: Beacon Books, 2004), 245.

[7] ۔الرازی، المحصول مع انفاس الاصول، 3990:9۔

Al-Razi, Al-Mahsul maa Infas al-Asul, 3990:9.

[8] الکلام المفید، 235۔

Al-Kalam al-Mufid, 235.

[9] مولانا محمد عالم مختار حق، **نگارشات ڈاکٹر حمید اللہ** (لاہور: بیکن بکس، 2004ء)، 245، 246۔

Maulana Muhammad Alam Mukhtar Haq, Dr. Hameedullah's writings (Lahore: Beacon Books, 2004), 245-246.

[10] ڈاکٹر حمید اللہ، **الاجتہاد فی عصر الصحابہ** (اسلام آباد: الدراسات الاسلامیہ مجلۃ الاسلامیہ العلمیہ مجمع البحوث الاسلامیہ الجامعہ الاسلامیہ یولیو تا ستمبر 1984ء)، 30۔

Dr. Hameedullah, Al-Ijtihad fi Asr al-Sahaba (Islamabad: Al-Study al-Islamiyya, Majla-ul-Islamiyya al-imiyya, Majmaal Al-al-bahooth al-Islamiyya, Al-Jamiyyah, July to September 1984), 30.

[11] ۔مولانا محمد عالم مختار حق، **نگارشات ڈاکٹر حمید اللہ** (لاہور: بیکن بکس، 2004ء)، 402، 401۔

Maulana Muhammad Alam Mukhtar Haq, Dr. Hameedullah's writings (Lahore: Beacon Books, 2004), 401, 402.

[12] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 137۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 137.

[13] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 139۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 139.

[14] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 87

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 87.

[15] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، 47

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 47.

[16] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، 41

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 41.

[17] ۔خالد ظفر اللہ رندھاوا، ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات حدیث، **مجلہ معارف اسلامی**، بیاد ڈاکٹر حمید اللہ، ص62 بحوالہ

Muhammad Hamidullah, *The Prophet's Establishing a State and his Succession* (Islamabad, Islamic Research Institute, 1408/1988), 12.

Khalid Zafarullah Randhawa, Dr. Hamidullah's services to Hadith, Islamic Studies Magazine, Bayad Dr. Hamidullah, p. 62 with reference

Muhammad Hamidullah, *The Prophet's Establishing a State and his Succession* (Islamabad, Islamic Research Institute, 1408/1988), 12.

[18] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **الاجتہاد فی عصر الصحابہ** (اسلام آباد: الدراسات الاسلامیہ مجلۃ الاسلامیہ العلمیہ **مجمع البحوث الاسلامیہ** الجامعہ الاسلامیہ یولیو تا ستمبر 1984ء)، 24۔

Dr. Hameedullah, Al-Ijtihad fi Asr al-Sahaba (Islamabad: Al-Study al-Islamiyya, Majla-ul-Islamiyya al-imiyya, Majmaal Al-al-bahooth al-Islamiyya, Al-Jamiyyah, July to September 1984), 24.

[19] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 97۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 97.

[20] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، 136۔

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 136.

21 ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**،139،138۔

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 138-139.

22 ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**،88۔

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 88.

23 ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**،147۔

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 147.

24 ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی**(کراچی: اردو اکیڈمی سندھ،1983)،19۔

25 ۔ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**،89۔

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 89.

26 ۔ڈاکٹر احمد خان، **ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خطوط بنام ڈاکٹر احمد خان**، مجلہ فکر و نظر464۔

27 -ڈاکٹر حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**،90

Dr. Hameedullah, Khutbat Bahawalpur, 90.

28 -ڈاکٹر حمید اللہ، **الاجتہاد فی عصر الصحابہ** (اسلام آباد: الدراسات الاسلامیہ مجلۃ الاسلامیہ العلمیہ مجمع البحوث الاسلامیہ الجامعہ الاسلامیہ یولیو تا ستمبر1984ء)،25

Dr. Hameedullah, Al-Ijtihad fi Asr al-Sahaba (Islamabad: Al-Study al-Islamiyya, Majla-ul-Islamiyya al-imiyya, Majmaal Al-al-bahooth al-Islamiyya, Al-Jamiyyah, July to September 1984), 24.

29 -الانفال68:8

Al-Anfaal 8:68

30 ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، خطبات بہاولپور تعارف اور مشہور روایات کا جائزہ(مجلہ المعارف اسلامی بیاد ڈاکٹر حمید اللہ)،382،381۔

Dr. Humayun Abbas Shams, Khutbat Bahawalpur Introduction and Review of Popular Traditions (Majlah al-Maarif Islami Bayad Dr. Hameedullah), 381, 382.

31 ۔الانعام 90:6۔

Al-Anaam 6:90

[32] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، 1983)، 56،55۔

Dr. Hameedullah, Imam Abu Hanifa's tadween e qanoon e islami (Karachi: Urdu Academy Sindh, 1983), 55, 56.

[33] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، خطبات بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء)، 147۔

Dr. Hamidullah, Khutbat Bahawalpur (Islamabad: Islamic Research Institute, 1997), 147.

[34] ۔مولانا محمد عالم مختار حق، نگارشات ڈاکٹر حمید اللہ (لاہور: بیکن بکس، 2004ء)، 297،296۔

Maulana Muhammad Alam Mukhtar Haq, Dr. Hameedullah's writings (Lahore: Beacon Books, 2004), 296-297.